وَلایت علی رضی اللہ عنہ

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

حدیث: «مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ، فَعَلِيٌّ مَوْلَاہُ» کو **حافظ ذہبی** (سیر أعلام النّبلاء : 335/8، تاریخ الإسلام : 146/5)، **علامہ ابن الجزری** (مناقب الأسد الغالب علي بن أبي طالب، ص 12)، **علامہ عجلونی** (کشف الخفاء : 261/2)، **حافظ سیوطی** (قطف الأزهار المتناثرة في الأحادیث المتواترة، ص 277) اور **علامہ البانی** رحمہ اللہ (الصحیحة : 343/4) نے **متواتر قرار دیا ہے۔**

امام ابن شاہین رحمہ اللہ **فرماتے ہیں:**

هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ، وَقَدْ رَوٰی حَدِيثَ غَدِيرِ خُمٍّ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوُ مِائَةِ نَفْسٍ، وَفِيهِمُ الْعَشَرَةُ، وَهُوَ حَدِيثٌ ثَابِتٌ، لَا أَعْرِفُ لَهٗ عِلَّةً، تَفَرَّدَ عَلِيٌّ بِهٰذِهِ الْفَضِيلَةِ، لَمْ يَشْرَكْهُ فِيهَا أَحَدٌ.

''یہ حدیث غریب صحیح ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غدیر خم والی حدیث قریباً سو صحابہ کرام نے بیان کی ہے۔ ان میں عشرہ مبشرہ صحابہ کرام بھی شامل ہیں۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ مجھے اس میں کوئی علت نظر نہیں آتی، اس فضیلت میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ منفرد ہیں، اس میں کوئی ان کا شریک نہیں۔''

(مذاهب أهل السّنة، ص : 87)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فَلَهٗ طُرُقٌ جَيِّدَةٌ .

''اس کی عمدہ سندیں ہیں۔'' (تذكرة الحفّاظ : 164/3)

یہ حدیث درج ذیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے:

① **سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ:** (مسند البزّار : ٦٣٢، وسندهٗ حسنٌ، خصائص علي للنسائي : ٨٥، وسندهٗ حسنٌ، مسند الإمام أحمد : ٣٧٠/٤، وسندهٗ صحيحٌ، وصحّحه ابن حبّان : ٦٩٣١، زوائد مسند الإمام أحمد بن حنبل : ١٥٢/١، زوائد فضائل الصحابة : ١٢٠٦، وسندهٗ حسنٌ، مسند الإمام أحمد : ٣٦٦/٥، وسندهٗ صحيحٌ، وقال ابن كثير في البداية والنّهاية (٢١٠/٥) : وهذا إسناد جيّد، خصائص علي للنسائي : ٨٧، وسندهٗ صحيحٌ)

② **سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ:** (السّنة لابن أبي عاصم : ١٣٧١، وسندهٗ حسنٌ)

③ **سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ:** (السّنة لابن أبي عاصم : ١١٨٩، مسند البزّار : ١٠٢٣، خصائص علي للنسائي : ٩، ٩٤، ٩٥، وسندهٗ حسنٌ، وصحّحه الضياء في المختارة : ٩٣٧)

موسیٰ بن یعقوب زمعی جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ، حسن الحدیث ہے۔

❀ **امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے ثقہ کہا ہے۔**

(تاريخ يحيیٰ بن معين : 672)

❀ **امام ابن شاہین رحمہ اللہ نے بھی ثقہ کہا ہے۔**

(تاريخ الثّقات : 1349)

❀ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

غَيْرُ مَا ذَكَرْتُ أَحَادِيْثُ حِسَانٌ، وَهُوْ عِنْدِي لَا بَأْسَ بِهٖ وَبِرِوَايَاتِهٖ .

''مذکورہ روایات کے علاوہ اس کی احادیث حسن ہیں۔ میرے نزدیک اس میں اوراس کی روایات میں کوئی خرابی نہیں۔''

(الكامل في ضعفاء الرّجال : 343/6)

❀ امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ثقہ کہا ہے۔(الثّقات : 758/7)

❀ حافظ ابن القطان فاسی نے بھی ثقہ قرار دیا ہے۔

(تهذيب التّهذيب لابن حجر : 337/10)

❀ امام ابن الجارود (۱۰۶۵)، امام ابن خزیمہ (۴۱۹)، امام حاکم (۲/ ۱۱۳۔۱۱۴)، حافظ ذہبی، حافظ ضیاء مقدسی (المختارۃ : ۱۳۰۷) اور حافظ نووی رحمہم اللہ (الاذکار:۱۸۹) نے اس کی حدیث کی تصحیح کر کے اس کی توثیق کی ہے۔

امام عبدالرحمٰن بن مہدی رحمہ اللہ نے اس سے روایت لی ہے اور آپ اسی سے روایت لیتے ہیں، جو آپ کے نزدیک ثقہ ہو۔

❀ امام ترمذی رحمہ اللہ (۴۸۴)، حافظ بغوی رحمہ اللہ (۶۸۶) اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (فتح الباری: ۱/ ۳۱۳، المطالب العالیۃ : ۴۳۲۳) نے اس کی حدیث کو حسن کہہ کر اس کی توثیق کی ہے۔

❀ علامہ ہیثمی رحمہ اللہ نے ثقہ کہا ہے۔(مجمع الزّوائد : 107/9)

❀ نیز فرماتے ہیں: وَثَّقَهٗ جَمَاعَةٌ .

”اسے کئی محدثین نے ثقہ کہا ہے۔“(مجمع الزّوائد : 38/9)

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الزَّمْعِيُّ صَدُوْقٌ، قَالَ شَيْخُنَا الذَّهْبِيُّ : وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ .

”زمعی صدوق ہے، ہمارے شیخ ذہبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔“(البداية والنّهاية : 212/5)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اسے اپنی کتاب ”مَنْ تُكُلِّمَ فِيهِ وَهُوَ مُوَثَّقٌ“ (ایسے راویوں کا بیان، جس میں کلام کی گئی ہے، لیکن وہ ثقہ ہیں) میں ذکر کر کے صالح الحدیث کہا ہے۔

امام علی بن المدینی رحمہ اللہ کا اسے ضعیف الحدیث اور منکر الحدیث کہنا ثابت نہیں ہو سکا۔ ثابت ہونے کی صورت میں جمہور کے مقابلہ میں قبول نہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا اس کے متعلق لَا يُعْجِبُنِي حَدِيثُهُ (مجھے اس کی حدیث اچھی نہیں لگتی) (تہذیب التہذیب لابن حجر: ۱۰/ ۳۳۷) کہنا بھی ثابت نہیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ (العلل: ۵/ ۱۱۳) نے اس کے بارے میں لَا يُحْتَجُّ بِهٖ اور امام نسائی رحمہ اللہ (الضعفاء: ۵۵۳) نے لَيْسَ بِالْقَوِيِّ کہا ہے۔ یہ جمہور کی توثیق کے خلاف ہونے کی وجہ سے نا قابل قبول ہے۔

باقی رہا حافظ ذہبی رحمہ اللہ کا مختصر المستدرک (۲/ ۳۴۸) میں اسے لَيْسَ بِذَاكَ اور الکاشف (۳/ ۱٦۸) میں فِيهِ لِينٌ کہنا، نیز حافظ منذری (مختصر السنن: ۴/ ۸٦)

کا فِيهِ مَقَالٌ اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (تقریب التہذیب:٧٠٢٦) کا اسے صَدُوقٌ سَيْءُ الْحِفْظِ کہنا جمہور محدثین اور ان کی اپنی تحقیق کے بھی خلاف ہے۔

لہٰذا حافظ عراقی رحمہ اللہ (المغنی:٨٣٣٢) کا اس کے بارے میں ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ کہنا بھی درست نہ ہوا۔

④ **سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما**: (مسند الإمام أحمد : ٣٣٠/١ـ٣٣١، السّنة لابن أبي عاصم : ١٣٦١، خصائص علي للنسائي : ٢٤، وسندهٗ حسنٌ، وقال الحاكم (١٣٤/٣) : صحيح الإسناد)

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ، فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ کا معنی ومفہوم:

مولیٰ کے معنی دوست اور محبّ کے ہیں، نہ کہ امام، حاکم اور امیر کے۔

ریاح بن حارث رحمہ اللہ کہتے ہیں:

جَاءَ رَهْطٌ إِلٰى عَلِيٍّ بالرَّحْبَةِ فَقَالُوا : السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَوْلَانَا قَالَ : كَيْفَ أَكُونُ مَوْلَاكُمْ وَأَنْتُمْ قَوْمٌ عَرَبٌ؟ قَالُوا : سَمِعْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ غَدِيرِ خُمٍّ يَقُولُ : مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ، فَإِنَّ هٰذَا مَوْلَاهُ، قَالَ رِيَاحٌ : فَلَمَّا مَضَوْا تَبِعْتُهُمْ، فَسَأَلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ قَالُوا : نَفَرٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فِيهِمْ أَبُو أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيُّ .

''رحبہ مقام پر ایک گروہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: السلام علیکم،

ہمارے مولیٰ! سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ عرب ہیں، میں آپ کا مولیٰ کیسے ہو سکتا ہوں؟ انہوں نے کہا: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس کا میں مولیٰ ہوں، اس کے علی مولیٰ ہیں۔ ریاح کہتے ہیں: جب وہ چلے گئے، تو میں ان کے پیچھے ہولیا اور پوچھا: آپ کون؟ کہا: ہم انصار ہیں، ان میں سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 60/13، مسند الإمام أحمد : 419/5، السّنة لابن أبي عاصم : 1355، معجم الصّحابة للبغوي : 1822، المعجم الكبير للطّبراني : 4052، 4053، الشّريعة للآجرّي : 1517، وسندهٗ صحيحٌ)

اس واقعہ میں چند باتیں قابل غور ہیں:

① انصار صحابہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو مولانا کہا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے عجیب محسوس کیا۔ پھر دلیل سن کر خاموش ہو گئے۔ معلوم ہوا کہ مولیٰ کا معنی امام یا حاکم خود سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی درست نہیں سمجھتے تھے، نہ ہی دوسرے صحابہ۔ اس کا معنی حاکم ہوتا، تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو تعجب کرنے کی ضرورت ہی پیش نہ آتی، کہ حاکم تو آپ تھے۔

② مولیٰ کے متعدد معانی ہیں، ایک معنی ہوتا، تو تعجب نہ کرتے۔

حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۳۶۸۔۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا قَوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ، فَيُحْتَمَلُ لِلتَّأْوِيلِ لِأَنَّ الْمَوْلٰى يَحْتَمِلُ وُجُوهًا فِي اللُّغَةِ، أَصَحُّهَا أَنَّهُ الْوَلِيُّ وَالنَّاصِرُ وَلَيْسَ فِي شَيْءٍ مِنْهَا

مَا يَدُلُّ عَلٰى أَنَّهُ اسْتَخْلَفَهٗ بَعْدَهٗ وَلَا يُنْكِرُ فَضْلَ عَلِيٍّ مُوْمِنٌ وَلَا يَجْهَلُ سَابِقَتَهٗ وَمَوْضِعَهٗ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ دِينِ اللّٰهِ عَالِمٌ وَقَدْ ثَبَتَ عَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهٗ فَضَّلَ أَبَا بَكْرٍ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ طُرُقٍ صِحَاحٍ وَقَالَ : خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ وَحَسْبُكَ بِهٰذَا مِنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ .

''رہارسول اللہ ﷺ کے اس فرمان :مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ، فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ کا مطلب، تو اس کے معانی میں احتمال ہے، کیوں کہ لغت عرب میں مولیٰ کے کئی معانی ہیں، اس حدیث میں صحیح ترین معنی دوست اور مددگار کا ہے۔مولیٰ کے تمام معانی میں کوئی معنی ایسا نہیں، جس سے یہ ثابت ہو کہ نبی ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بعد خلیفہ مقرر کیا تھا۔سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا کوئی مومن انکاری نہیں، نہ ہی کوئی عالم آپ رضی اللہ عنہ کی سبقت، اللہ کے رسول ﷺ اور دین اسلام کے ساتھ اُن کے تعلق سے ناواقف ہے۔خود سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ انہوں نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خود پر فضیلت دی تھی اور فرمایا تھا: رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ۔قارئین! سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی یہی بات کافی ہے۔''

(التّمهيد لما في المؤطأ من المعاني والأسانيد : 132/22)

لغت میں مولیٰ کے معانی:

① امام اللغۃ محمد بن زیاد ہاشمی رحمہ اللہ (۱۵۰۔۲۳۱ھ) فرماتے ہیں:

أَلْمَوْلَى الْمَالِكُ وَهُوَ اللّٰهُ وَالْمَوْلَى ابْنُ الْعَمِّ وَالْمَوْلَى الْمُعْتِقُ وَالْمَوْلَى الْمُعْتَقُ وَالْمَوْلَى الْجَارُ وَالْمَوْلَى الشَّرِيْكُ وَالْمَوْلَى الْحَلِيْفُ وَالْمَوْلَى الْمُحِبُّ وَالْمَوْلَى أَللَّوٰى وَالْمَوْلَى الْوَلِيُّ وَمِنْهُ قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ، مَعْنَاهُ مَنْ تَوَلَّانِي فَلْيَتَوَلَّ عَلِيًّا ....

''لفظ مولیٰ مالک کے معنی میں بھی مستعمل ہے، جو کہ صرف اللہ کی ذات ہے، مولیٰ کا لفظ چچا زاد، غلام آزاد کرنیوالے، آزاد کردہ غلام، ہمسایہ، حصہ دار، حلیف، محبت کرنے والے، جھنڈا اُٹھانے والے اور دلی دوست پر بولا جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان کہ جس کا میں مولیٰ ہوں، اس کے علی مولیٰ ہیں۔ اس کا معنی یہ ہے کہ جس کا میں دلی دوست ہوں، علی بھی اس کے دلی دوست ہونے چاہییں۔''

(تاريخ دِمَشق لابن عساكر : 238/42؛ وسندهٗ صحيحٌ)

تنبیہ: مولیٰ کا یہ معنی مراد لینا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ مخلوقات کے مالک ہیں، اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے، عقل اس کی تائید نہیں کرتی، کیونکہ ہم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دیکھتے ہیں کہ وہ بازار میں خرید وفروخت کرتے ہیں، اگر ہر چیز ان کی ملکیت ہوتی، تو خرید و

فروخت کا کیا معنی؟

② علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ (۵۴۴-۶۰۶ھ) لکھتے ہیں:

قَدْ تَكَرَّرَ ذِكْرُ المَوْلٰى فِي الْحَدِيثِ، وَهُوَ اسْمٌ يَّقَعُ عَلٰى جَمَاعَةٍ كَثِيرَةٍ، فَهُوَ الرَّبُّ، وَالْمَالِكُ، وَالسَّيِّدُ، وَالْمُنْعِمُ، وَالْمُعْتِقُ، وَالنَّاصِرُ، وَالْمُحِبُّ، وَالتَّابِعُ، وَالْجَارُ، وَابْنُ الْعَمِّ، وَالْحَلِيفُ، وَالْعَقِيدُ، وَالصِّهْرُ، وَالْعَبْدُ، وَالْمُعْتَقُ، وَالْمُنْعَمُ عَلَيْهِ، وَأَكْثَرُهَا قَدْ جَاءَتْ فِي الْحَدِيثِ، فَيُضَافُ كُلٌّ وَاحِدٍ إِلٰى مَا يَقْتَضِيهِ الْحَدِيثُ الْوَارِدُ فِيهِ، وَكُلُّ مَنْ وَلِيَ أَمْرًا أَوْ قَامَ بِهٖ فَهُوَ مَوْلَاهُ وَوَلِيُّهٗ، وَقَدْ تَخْتَلِفُ مَصَادِرُ هٰذِهِ الْأَسْمَاءُ، فَالْوَلَايَةُ بِالْفَتْحِ فِي النَّسَبِ وَالنُّصْرَةِ وَالْمُعْتِقِ، وَالْوِلَايَةُ بِالْكَسْرِ، فِي الْإِمَارَةِ، وَالْوَلَاءُ، الْمُعْتَقُ وَالْمُوَالَاةُ مَنْ وَالَى الْقَوْمَ، وَمِنْهُ الْحَدِيثُ: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ، فِي الْهَرْوِي قَالَ أَبُو الْعَبَّاسُ: أَيْ مَنْ أَحَبَّنِي وَتَوَلَّانِي فَلْيَتَوَلَّهٗ، وَقَالَ ابْنُ الْأَعْرَابِيُّ: الْوَلِيُّ التَّابِعُ الْمُحِبُّ.

''مولیٰ کا لفظ حدیث میں بار بار آیا ہے۔ یہ لفظ بہت سے امور پر بولا جاتا ہے۔ اس کا اطلاق ربّ، مالک، سردار، محسن، آزاد کرنے والے آقا، ناصر، محبّ، تابع، پڑوسی، چچازاد، حلیف، معاہد، سسرالی رشتہ دار، غلام،

آزاد کردہ غلام اور اس شخص پر کیا جاتا ہے، جس پر کوئی احسان کیا گیا ہو۔ احادیث میں لفظ مولیٰ مذکورہ بالا اکثر معانی میں استعمال ہوا ہے، تو ہر حدیث میں لفظ مولیٰ کا وہی معنی کیا جائے گا، جس کا متن حدیث متقاضی ہوگا، جو شخص کسی کام کا ذمہ دار بنے اور اس کا اہتمام کرے، وہ اس کا مولیٰ اور ولی ہوتا ہے۔ بسا اوقات ان اسما کے مصادر مختلف ہو جاتے ہیں۔ فتحہ کے ساتھ وَلایۃ کا اطلاق نسب، نصرت اور غلام آزاد کرنے والے پر ہوتا ہے۔ کسرہ کے ساتھ وِلایت امارت کے معنی میں ہوتی ہے۔ ولاء آزاد کردہ غلام کو کہتے ہیں، موالاۃ قوم کے والی پر بولا جاتا ہے۔ حدیث میں جو آیا ہے کہ «مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ، فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ» ابوالعباس کے مطابق اس سے مراد یہ کہ جس نے مجھ سے محبت کی اور میری دوستی اختیار کی، وہ علی کو بھی دوست بنائے۔ ابن الاعرابی کہتے ہیں کہ ولی تابع اور محبّ کو کہتے ہیں۔'' (النّهاية في غريب الحديث : 225/5)

③ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

فِي الْجُمْلَةِ فَرْقٌ بَيْنَ الْوَلِيِّ، وَالْمَوْلٰى وَنَحْوِ ذٰلِكَ، وَبَيْنَ الْوَالِي فَبَابُ الْوَلَايَةِ الَّتِي هِيَ ضِدُّ الْعَدَاوَةِ شَيْءٌ، وَبَابُ الْوِلَايَةِ الَّتِي هِيَ الْإِمَارَةُ شَيْءٌ، وَالْحَدِيثُ إِنَّمَا هُوَ فِي الْأُولٰى دُونَ الثَّانِيَةِ، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَقُلْ : مَنْ كُنْتُ وَالِيَهٗ فَعَلِيٌّ وَالِيهِ، وَإِنَّمَا اللَّفْظُ : مَنْ

كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ، وَأَمَّا كَوْنُ الْمَوْلٰى بِمَعْنَى الْوَالِي فَهٰذَا بَاطِلٌ، فَإِنَّ الْوَلَايَةَ تَثْبُتُ مِنَ الطَّرَفَيْنِ، فَإِنَّ الْمُؤْمِنِينَ أَوْلِيَاءُ اللّٰهِ، وَهُوَ مَوْلَاهُمْ.

''حاصل کلام یہ ہے کہ ولی اور مولیٰ وغیرہ کے الفاظ میں فرق ہے۔ وَلایت، جو عداوت کی ضد ہے، کا معنی اور ہے اور وِلایت، جو امارت کے معنی میں ہے، اس کا مطلب اور ہے۔ حدیث میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لیے وَلایت کا جو لفظ استعمال ہوا ہے، وہ پہلے معنی میں ہے، یعنی عداوت کی ضد، نہ کہ امارت کے معنی میں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا: جس کا میں والی ہوں، اس کا علی والی ہے، بلکہ حدیث کے لفظ ہیں: جس کا میں مولیٰ ہوں، علی اس کے مولیٰ ہیں۔ مولیٰ کا معنی والی کرنا باطل ہے، کیونکہ وَلایت دونوں طرف سے ثابت ہوتی ہے، مومن اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کا ولی ہے۔'' (منهاج السّنة النّبوية : 7/321، 324)

ملا علی قاری حنفی (۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں:

قَالَتِ الشِّيعَةُ : هُوَ مُتَصَرِّفٌ، وَقَالُوا : مَعْنَى الْحَدِيثِ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَسْتَحِقُّ التَّصَرُّفَ فِي كُلِّ مَا يَسْتَحِقُّ الرَّسُولُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّصَرُّفَ فِيهِ، وَمِنْ ذٰلِكَ أُمُورُ الْمُؤْمِنِينَ فَيَكُونُ إِمَامَهُمْ، أَقُولُ : لَا يَسْتَقِيمُ أَنْ تُحْمَلَ الْوِلَايَةُ عَلَى الْإِمَامَةِ الَّتِي هِيَ

التَّصَرُّفُ فِي أُمُورِ الْمُؤْمِنِينَ، لِأَنَّ الْمُتَصَرِّفَ الْمُسْتَقِلَّ فِي حَيَاتِهِ هُوَ هُوَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا غَيْرُ فَيَجِبُ أَنْ يُحْمَلَ عَلَى الْمَحَبَّةِ وَوَلَاءِ الْإِسْلَامِ وَنَحْوِهِمَا .

''شیعہ کہتے ہیں کہ مولیٰ کا معنی ہے تصرف کرنے والا۔ کہتے ہیں کہ حدیث کا مفہوم یہ ہوگا کہ ہر وہ اختیار جس میں رسول اللہ ﷺ تصرف کا حق رکھتے ہیں، سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی ان میں تصرف کا حق رکھتے ہیں، ان میں سے مومنوں کی خلافت وامارت کا معاملہ بھی ہے، لہٰذا خلیفۃ المومنین بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں (ملا علی قاری) کہتا ہوں: یہ درست نہیں کہ مولیٰ کا معنی امام کیا جائے کہ جو مومنوں کے امور میں تصرف کرنے کو کہتے ہیں، کیونکہ نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ میں امورِ مومنین کا مستقل تصرف خود رسول اللہ ﷺ کے پاس ہی تھا، کسی اور کے پاس نہیں تھا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ مولیٰ کا معنی محبت اور اسلامی اخوت وغیرہ کیا جائے۔''

(مِرقاة المَفاتیح : 3937/9)

مولیٰ اور خلافت بلافصل:

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ، فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ سے نبی کریم ﷺ کی مراد اگر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل تھی، تو اتنا محتمل لفظ کبھی استعمال نہ کرتے، آپ ﷺ تو افصح العرب تھے۔ آپ ﷺ ایک فصیح لفظ استعمال کرتے، فرماتے: عَلِيٌّ خَلِيفَتِي مِنْ بَعْدِي کیوں کہ فصاحت کا تقاضا یہی تھا۔

فضیل بن مرزوق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ الْحَسَنِ، وَسَأَلَهُ رَجُلٌ، أَلَمْ يَقُلْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ، قَالَ لِي: بَلٰى وَاللّٰهِ لَوْ يَعْنِي بِذٰلِكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِمَارَةَ وَالسُّلْطَانَ لَأَفْصَحَ لَهُمْ بِذٰلِكَ، فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَنْصَحَ لِلْمُسْلِمِينَ، فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، هٰذَا وَلِيُّ أَمْرِكُمْ وَالْقَائِمُ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِي فَاسْمَعُوا لَهُ وَأَطِيعُوا وَاللّٰهِ لَئِنْ كَانَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ اخْتَارَ عَلِيًّا لِهٰذَا الْأَمْرِ وَجَعَلَهُ الْقَائِمَ بِهٖ لِلْمُسْلِمِينَ مِنْ بَعْدِهٖ، ثُمَّ تَرَكَ عَلِيٌّ مَا أَمَرَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ لَكَانَ عَلِيٌّ أَوَّلَ مَنْ تَرَكَ أَمْرَ اللّٰهِ وَرَسُولِهٖ.

''ایک آدمی نے حسن بن حسن رحمہ اللہ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں تھا کہ جس کا میں مولیٰ ہوں، اس کے علی بھی مولیٰ ہیں؟ فرمایا: کیوں نہیں، اللہ کی قسم! لیکن اگر رسول اللہ ﷺ کی مراد اس سے امارت وخلافت ہوتی، تو آپ ﷺ اس کی وضاحت فرما دیتے، رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کے سب سے بڑے خیر خواہ تھے۔ آپ ﷺ یوں فرما دیتے کہ اے لوگو! یہ میرے بعد آپ کے ذمہ دار ہوں گے اور میرے بعد آپ

پر خلیفہ ہوں گے، لہٰذا ان کی سمع واطاعت کرنا۔ اللہ کی قسم! اگر اللہ اور رسول نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اس کام کے لیے منتخب کیا ہوتا اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد مسلمانوں کا حکمران بنایا ہوتا اور پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے (ابوبکر و عمر و عثمان کی خلافت کی بیعت کر کے) اللہ اور رسول کے حکم کو چھوڑ دیا ہوتا، تو اس حکم کے اول تارک سیدنا علی رضی اللہ عنہ قرار پائیں گے۔''

(الإعتقاد للبيهقي، ص 499، وسندهٗ صحيحٌ)

ایک روایت ہے:

لَوْ كَانَ الْأَمْرُ كَمَا يَقُولُونَ أَنَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ اخْتَارَ عَلِيًّا لِهٰذَا الْأَمْرِ وَلِلْقِيَامِ بِهٖ عَلَى النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كَانَ عَلِيٌّ لَأَعْظَمَ النَّاسِ خَطِيَّةً وَجُرْمًا فِي ذٰلِكَ؛ إِذْ تَرَكَ أَمْرَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا أَمَرَهٗ أَوْ يَعْذِرُ فِيهِ إِلَى النَّاسِ قَالَ : فَقَالَ الرَّافِضِيُّ : أَلَمْ يَقُلْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ : مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ، فَقَالَ أَمَا وَاللّٰهِ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كَانَ يَعْنِي بِذٰلِكَ الْإِمْرَةَ وَالسُّلْطَانَ وَالْقِيَامَ عَلَى النَّاسِ بَعْدَهٗ لَأَفْصَحَ لَهُمْ بِذٰلِكَ كَمَا أَفْصَحَ لَهُمْ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَصِيَامِ رَمَضَانَ وَحَجِّ الْبَيْتِ، وَلَقَالَ

لَهُمْ : إِنَّ هٰذَا وَلِيُّ أَمْرِكُمْ مِنْ بَعْدِي فَاسْمعُوا لَهٗ وَأَطِيعُوا فَمَا كَانَ مِنْ وَرَاءِ هٰذَا شَيْءٌ، فَإِنَّ أَنْصَحَ النَّاسِ كَانَ لِلْمُسْلِمِينَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''اگر معاملہ ایسے ہی ہوتا، جیسے یہ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو رسولِ اکرم ﷺ کے بعد خلافت اور مسلمانوں کے معاملات سنبھالنے کے لیے منتخب کیا تھا، تو سب سے بڑی غلطی اور جرم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا تھا کہ انہوں نے اللہ و رسول کے حکم پر عمل نہیں کیا، یا لوگوں کو عذر پیش کر دیتے۔ ایک رافضی نے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ نہیں فرمایا تھا کہ جس کا میں مولیٰ ہوں، علی بھی اس کے مولیٰ ہیں۔ حسن بن حسن رحمہ اللہ نے کہا: اللہ کی قسم! اگر رسولِ اکرم ﷺ کی مراد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت و امارت اور انہیں اپنے بعد لوگوں پر خلیفہ مقرر کرنا ہوتی، تو اس کی وضاحت فرما دیتے، جیسا کہ آپ ﷺ نے نماز، زکوٰۃ، رمضان کے روزوں اور بیت اللہ کے حج کی وضاحت کی ہے اور یہ فرما دیتے کہ میرے بعد یہ ذمہ دار ہیں، لہٰذا ان کی سمع و اطاعت کیجیے۔ اس میں کوئی رکاوٹ نہ تھی، کیوں مسلمانوں کے سب سے بڑے خیر خواہ رسولِ اکرم ﷺ ہی تو تھے!''

(الإعتقاد للبيهقي، ص 500، جزء ابن عاصم : 45، الطّبقات الكبرٰى لابن سعد : 5/319ـ320، وسندهٗ صحيحٌ)

لفظ مولیٰ کی یہ وضاحت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پوتے حسن بن حسن رحمہ اللہ کی ہے۔

مولیٰ کا معنی اور سلف:

حافظ بیہقی رحمہ اللہ (۳۸۴۔۴۵۸ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا حَدِيثُ الْمُوَالِاةِ فَلَيْسَ فِيهِ -إِنْ صَحَّ إِسنَادُهُ- نَصٌّ عَلٰى وِلَايَةِ عَلِيٍّ بَعْدَهُ، -- فَأَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَذْكُرَ اخْتِصَاصَهُ بِهٖ وَمَحَبَّتَهُ إِيَّاهُ وَيَحُثُّهُمْ بِذٰلِكَ عَلٰى مَحَبَّتِهٖ وَمُوَالِاتِهٖ وَتَرْكِ مُعَادَاتِهٖ --- وَالْمُرَادُ بِهٖ وَلَاءُ الْإِسْلَامِ وَمَودَّتُهُ، وَعَلَى الْمُسْلِمِينَ أَنْ يوَالِيَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَلَا يُعَادِيَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَهُوَ فِي مَعْنٰى مَا ثَبَتَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ : وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ إِنَّهُ لَعَهْدُ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ أَنَّهُ لَا يُحِبُّنِي إِلَا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُنِي إِلَّا مُنَافِقٌ .

’’اگر اس کی سند صحیح ہو، تو اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی وِلایت پر کوئی نص نہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنی خصوصیت و محبت کا ذکر کرنا چاہتے ہیں اور لوگوں کو ان سے محبت وموالات کرنے اور ان سے ترکِ عداوت پر ترغیب دے رہے ہیں۔ یہاں مراد اسلام کا تعلق اور اسلام کی محبت ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ

وہ آپس میں ایک دوسرے سے محبت رکھیں اور دشمنی نہ کریں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ صحیح حدیث میں یہی معنی بیان ہوا ہے کہ اس ذات کی قسم، جس نے دانے کو پھاڑا اور جان کو پیدا کیا! مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ دیا تھا کہ مجھ سے مومن ہی محبت کرے گا اور منافق ہی عداوت رکھے گا۔''

(الإعتقاد، ص 500)

حافظ ابونعیم اصبہانی رحمہ اللہ (۳۳۶۔۴۳۰ھ) فرماتے ہیں:

إِذَا احْتُجَّ بِالْأَخْبَارِ وَقَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ، فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ، قِيْلَ لَهُ :مَقْبُوْلٌ عَنْكَ، وَنَحْنُ نَقُوْلُ : وَهٰذِهٖ فَضِيْلَةٌ بَيِّنَةٌ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَمَعْنَاهُ : مَنْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْلَاهُ، فَعَلِيٌّ وَالْمُؤْمِنُوْنَ مَوَالِيْهِ .

''اگر کوئی ان احادیث سے دلیل لیتے ہوئے کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کا میں مولیٰ ہوں، اس کے علی بھی مولیٰ ہیں۔ تو اس سے کہا جائے گا کہ یہ حدیث قبول ہے، ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ اس سے علی رضی اللہ عنہ کی واضح اور بین فضیلت ثابت ہو رہی ہے۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس کے دوست ہیں، سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور مومنین اس کے دوست ہیں۔'' (الإمامة والرّد على الرّافضة، ص 200)

حدیث کا سیاق:

پہلے موالاۃ (دوستی) کا ذکر کیا گیا ہے، مقابلہ میں عداوت (دشمنی) کا ذکر ہے، جیسا کہ حدیث کے الفاظ ہیں:

مَنْ كُنْتُ وَلِيَّهٗ فَهٰذَا وَلِيُّهٗ، فَإِنَّ اللّٰهَ يُوَالِي مَنْ وَالَاهُ، وَيُعَادِي مَنْ عَادَاهُ.

''جس کا میں دوست ہوں، اس کے علی بھی دوست ہیں۔ اللہ تعالیٰ علی سے محبت کرنے والے سے محبت کرتا ہے اور ان سے عداوت رکھنے والے سے عداوت رکھتا ہے۔''

(خصائص علي للنّسائي : 9، 94، 95، السّنة لابن أبي عاصم : 1189، مسند البزّار : 1023، وسندهٗ حسنٌ)

اس سیاق سے واضح طور پر معلوم ہو رہا کہ ولی سے مراد دوست اور محبّ و ناصر ہے، کیونکہ دوستی کے مقابلہ میں دشمنی کا ذکر فرمایا اور موالات کی ضد عداوت ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ مولی سے خلیفہ ہونا ہی ثابت نہیں ہوتا، چہ جائیکہ بلافصل ہونا ثابت ہو۔

❀❀❀❀❀❀❀